اسرائیل کی مسلسل جارحیت اور اس کے اثرات

ماہتاب بشیر دنیا میڈیا گروپ





سات اکتوبر ۲۰۲۳ کو حماس کی جانب سے اسرائیل پر حملے اور بعدازاں اسرائیل کی جانب سے جوابی وار سے شروع ہونے والی جنگ کو ایک سال سے زائد عرصہ ہو چکا، غزہ میں جنگ جاری ہے اور یہ تنازعہ لبنان تک پھیل چکا ہے۔ اگرچہ مشرق وسطیٰ کی کوئی بھی ریاست انتشار کی طرف راغب ہونے میں دلچسپی نہیں رکھتی، لیکن اسرائیل کی جارحیت کے باعث لبنانی محاذ کا بھڑک اٹھنا اور ایران کی جانب سے تہران میں اسماعیل ہانیہ اور بیروت میں حسن نصر اللہ کی ٹارگٹ کلنگ کے جواب میں بیلسٹک میزائلوں کے حملے نے نہ صرف اس جنگ کی شدت بلکہ اس کی تباہ کاریوں کو دیگر ممالک تک بھی پھیلا دیا ہے، جنگ کے اثرات جنوبی ایشیاء میں بھی دیگر صورتوں میں محسوس کئے جانے لگے ہیں۔ بینجمن ناتنیا ہو جنگ میں پھنس چکا ہے، وہ صرف اور صرف فلسطینیوں کی نسل کشی چاہتا ہے، وہ فلسطین میں اپنی سیٹلمنٹس کا خواہاں ہے، وہ گریٹر اسرائیل پر کام کر رہا ہے، اس کے لئے ناتنیا ہو پاور میں رہنا چاہتا ہے اس لئے یہ جنگ جاری رکھنا ہی اس کو انفرادی طور پر آگے لیجا رہی ہے، کیونکہ اسے سنجیدہ کرپشن کیسز کا سامنا ہے، اور کیونکہ اسرائیلی سوسائٹی میں پولرائزیشن موجود ہے، ان حالات میں اگر جنگ ختم ہوتی ہے تو ناتنیا ہو اپنی موت آپ مارا جائے گا، اور اس جنگ نے ایک نہ ایک دن ختم ہونا ہی ہے ابھی تک جنگی حکمت عملی اسرائیل کو کسی صورت میں بھی فائدہ نہیں پہنچا پائی ہے بلکہ اسے شکست کا سامنا ہی رہا ہے، اسرائیل اپنے یرغمالی نہیں چھڑا پایا، حماس نیٹ ورک کو ختم کرنے میں مکمل ناکام، کیونکہ نظریہ کبھی نہیں مرتا اور حماس نظریاتی جماعت ہے، حزب اللہ پہلے سے زیادہ منظم ہو چکا ہے، اس لئے اسرائیل اب انتہائی مشکل دور میں پہنچ رہا ہے جہاں ناتنیا ہو کو

اپنے survival کے لئے جنگ جاری رکھنا ضروری ہوگیا ہے۔ ایک اور اہم بات یہ ہے کہ دنیا جانتی ہے کہ اسرائیل امریکہ کی امداد کے بغیر ایک دن بھی جنگ نہیں لڑسکتا، اس کا مطلب یہ بھی ہے کہ گزشتہ کئی ماہ سے اسرائیل ہر حربہ استعمال کر چکا اور اپنے مقاصد میں کامیاب نہیں ہو پایا، جس سے یہی اندازہ لگایا جارہا ہے کہ اب اسرائیل اپنی ملٹری، اکنامک اور سیاسی پاور کو exhaust کر چکا ہے۔ اگرچہ ۷ اکتوبر یقینی طور پر مشرق وسطیٰ کے لیے گیم چینجر کی نمائندگی کرتا ہے، لیکن جاری تبدیلیوں کی حد ابھی تک واضح نہیں ہے۔ اور نہ ہی یہ واضح ہے کہ وہ خطے میں جغرافیائی سیاسی توازن کو کس طرح ازسرنو تشکیل دیا جائے گا، اس کے برعکس جو بات حیرت انگیز طور پر واضح ہے وہ یہ ہے کہ گزشتہ تیرہ مہینوں کے دوران بالخصوص اسرائیل کی جانب سے بہت سی سرخ لکیریں عبور کی گئی ہیں جس سے ممکنہ طور پر پورے مشرق وسطیٰ کو ایک وسیع جنگ کے دہانے پر لایا گیا ہے، اور جس کا پیشگی اعلان گزشتہ برس سات اکتوبر سے اب تک اسرائیلی وزیراعظم بینجمن ناتن یاہو کرتے چلے آرہے ہیں۔

بنیادی طور پر ۷ اکتوبر کو ہلاکتوں کے پیش نظر اسرائیل نے محسوس کیا کہ وہ جارحیت اور بربریت کو جائز قرار دیتے ہوئے امریکہ کی پشت پناہی میں حماس، حزب اللہ سمیت دیگر گروپوں کو ملیامیٹ کردے۔

مشرق وسطیٰ میں ۲۰۲۳ کی تصویر بہت مختلف تھی، حل نہ ہونے والے بحرانوں اور دیرینہ تناؤ کی برقراری کے باوجود ایسا لگتا تھا کہ مشرق وسطیٰ میں ایک دہائی سے زیادہ ہنگامہ آرائی، شدید دشمنی اور خطے میں درمیان پر اکسی جنگوں کے بعد امن (ڈے ٹانٹ) کا ایک مرحلہ شروع ہوا تھا، ۷ اکتوبر سے پہلے درحقیقت علاقے میں کشیدگی کم کرنے کے لیے شدید دباؤ تھا۔ سعودی ایران سفارتی معاہدہ چین، عراق اور عمان کی ثالثی کی بدولت مارچ ۲۰۲۳ میں دستخط کیا گیا۔ اس سے قبل ۲۰۲۰ میں اسرائیل اور عرب ریاستوں بحرین، مراکش، سوڈان اور متحدہ عرب امارات کے درمیان امریکہ کی سرپرستی میں ابراہم ریکارڈ پر دستخط ہوئے تھے۔ بنیادی طور پر ۷ اکتوبر کو ہلاکتوں کے پیش نظر اسرائیل نے محسوس کیا کہ وہ جارحیت اور بربریت کو جائز قرار دیتے ہوئے امریکہ کی پشت پناہی میں حماس، حزب اللہ سمیت دیگر گروپوں کو ملیامیٹ کردے، اس کے بعد دنیا نے دیکھا کہ اسرائیل نے کس شدت سے غزہ اور بعدازاں دیگر وسطی ایشیائی ممالک کو نشانہ بنانا شروع کیا جس کا اصل مقصد فلسطینیوں کی نسل کشی ہی تھا، مگر دوسری جانب چند اسرائیلی، امریکی اور یورپی ممالک کے پالیسی میکرز نے اسرائیلی جارحیت کے خلاف مختلف پلیٹ فارمز پر آوازیں اٹھائیں، ان کے ایسے خیالات کو اسرائیل کی جانب سے غداری تصور کیا جانے لگا، سوشل میڈیا پر ہمدردی یا انسانیت کا اظہار کرنے والے اسرایسے پالیسی میکرز پر پر نظر رکھی گئی ہے اور انہیں پولیس تفتیش کے لیے طلب کیا جاتا رہا ہے، کچھ کو نوکریوں سے بھی نکال دیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں جب اسرائیل نے غزہ شہر میں ہزاروں بے گھر لوگوں کو پناہ دینے والے ایک اسکول پر بمباری کر کے ۱۰۰ افراد کو ہلاک کر دیا اور یہ دعویٰ کیا کہ یہ حماس کا مرکز ہے، تو اکثر اسرائیلی میڈیا نے اس پر رپورٹ کرنے کی زحمت تک نہیں کی۔ اسرائیلی فوج کے ہاتھوں خواتین اور بچوں سمیت ۱۰۰ بے گھر افراد کا قتل اسرائیل میں ادارتی آپشن کے طور پر نہ تو اہم ہے اور نہ ہی دلچسپ، کسی نے احتجاج کرنے، تنقید کرنے، یا یہ پوچھنے کا بھی

نہیں سوچا کہ کیا یہ ایک جائز اقدام بھی ہے؟ مگر چونکہ اسرائیلی فوج نے اسے حماس کا ٹھکانہ قرار دیا تو یہ سب کچھ جائز بن گیا۔ دوسری جانب نادر، بیروت میں حزب اللہ کے رہنما حسن نصر اللہ کے قتل کے بعد اسرائیلی میڈیا نے جشن منایا، جب اس طرح کی خوشی کا اظہار نہ صرف کیا جاتا ہے، بلکہ مجموعی طور پر میڈیا اس کی حوصلہ افزائی کرتا ہے، تو نتیجہ ایک غیر انسانی گفتگو کی صورت میں نکلتا ہے۔ نصر اللہ کے قتل کے بعد اسرائیل کے ایک



معروف چینل ۱۳ کا ایک رپورٹر اسرائیل کے شمال میں ایک شہر کی گلیوں میں گھومتے رہا اور براہ راست نشریات میں راہگیروں کو چاکلیٹ تقسیم کرتا رہا، اس سے پہلے کبھی بھی ٹارگٹ کلنگ کا جشن منانے کے لئے اس طرح براہ راست کچھ نشر نہیں ہوا تھا۔ آج اسرائیلی لبنان میں اپنی طرف سے وحشیانہ 'کامیابیوں' کا جشن منا رہے ہیں، لیکن اسرائیل نے کئی دہائیوں سے فلسطینیوں اور لبنانیوں پر جو مصائب ڈھائے ہیں۔ اسرائیلی پائلٹوں اور ڈرون آپریٹرز کو یہ سوچنے کی ضرورت نہیں ہے کہ مبینہ ہدف کو نشانہ بنانے والے میزائل سے کتنے شہری ہلاک ہو سکتے ہیں۔ قتل کا فیصلہ حال ہی میں علاقائی فوج کے کمانڈروں کو سونپا گیا ہے، جن کے اختیار میں کافی حد تک توسیع کی گئی ہے۔ وقت بچانے کے لیے، چین آف کمانڈ کا کوئی حوالہ نہیں ہے۔ لبنان، غزہ اور مغربی کنارے میں تمام عام شہری نشانہ ہیں۔ بچوں کو مارنے کے بارے میں ممنوعات ختم ہو چکے ہیں۔ اس جنگ میں کوئی سرحد یا سرخ لکیریں نہیں ہیں۔ اسرائیل ایک قوم کو بھوکا مار سکتا ہے، اس نے اپنی جیلوں میں معمول کے مطابق تشدد اور عصمت دری کا استعمال کیا ہے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ اسرائیل نے حزب اللہ کے کمانڈ سینٹر پر فلیٹوں کے چار بلاکس پر اپنے حملوں میں ۳۰۰ افراد کو ہلاک

کیا، جن میں سے زیادہ تر عام شہری ہوں گے، اور عالمی برادری زیادہ تر خاموش ہے۔ مگر حقیقت یہی ہے کہ طاقت کے نشے میں دھت اسرائیل ایک گہرے فریب میں ہے۔ اس کی قیادت اور سینئر کمانڈروں کو ختم کرنے سے حزب اللہ کو نہ ہی مارا جا سکتا ہے اور نہ ہی جنگجوؤں کی نئی نسل کو آگے آنے سے روکا جا سکتا ہے، جو پچھلی نسل کی پابندیوں کو محسوس نہیں کرے گی۔ نہ ہی اسرائیل اس بات کی ضمانت دے سکتا ہے کہ آگے کون آئے گا۔ اب تک حزب اللہ نے عام شہریوں کو نشانہ نہیں بنایا اور اسرائیل کے ساتھ کسی بڑی جنگ میں ملوث ہونے میں دلچسپی نہیں لی۔ ان کے حملے حزب اللہ کی عسکری صلاحیت کو ظاہر کرنے کے لیے بنائے گئے تھے، نہ کہ ٹرمینل ضربیں لگانے کے لیے۔ حزب اللہ نے یہ بھی کہا ہے کہ ان کا تنازع اس وقت ختم ہو جائے گا جب غزہ میں جنگ بندی پر اتفاق ہوگا۔ یہ پابندی ختم ہونا تقریباً یقینی ہے۔ دوسری جانب یہ اب حزب اللہ کے لیے بھی ایک وجودی جنگ بن چکی ہے۔ ۱۷ اور ۱۸ ستمبر ۲۰۲۴ کو لبنان اور شام میں ہزاروں ہینڈ ہیلڈ پیجرز اور سیکڑوں واکی ٹاکی تقریباً بیک وقت پھٹ گئے، جس میں درجنوں افراد ہلاک اور ہزاروں زخمی ہوئے۔ دو دن بعد ایک اسرائیلی فضائی حملے میں حزب اللہ کے دو اعلیٰ کمانڈروں ابراہیم عاقل اور احمد وہبی سمیت کم از کم ۴۵ افراد ہلاک ہوئے۔ پھر Arrows of the North (شمال کے تیر) کے نام سے اسرائیلی آپریشن (فضائی حملوں) میں حزب اللہ کے ۱۶۰۰ مبینہ ٹھکانوں کو نشانہ بنایا۔ ان فضائی حملوں میں جن کا مقصد حزب اللہ کے میزائل، راکٹ اور توپ خانے کو تباہ کرنا تھا، خواتین اور بچوں سمیت ۵۵۰ سے زائد افراد ہلاک اور ۱۸۰۰ سے زائد زخمی ہوئے۔ لبنان میں اسرائیلی آپریشن اب بھی جاری ہے۔ اس تناظر میں دیکھا جائے تو حقیقت یہ ہے کہ فلسطین، لبنان اور یمن میں غیر ریاستی اور وسائل سے محروم مزاحمتی قوتیں ایک سپر پاور کی حمایت یافتہ اسرائیل کے انتہائی جدید ہتھیاروں کے خلاف برس ہا برس تک موثر جنگ کو برقرار رکھنے میں کامیاب رہی ہیں۔ نوآبادیاتی مخالف جنگوں کی آزادی کی تاریخ میں ایک تاریخی کامیابی بھی ان کے کریڈٹ پر ہے۔ اہم سوال یہ ہے کہ باقی دنیا، خاص طور پر خطے میں امریکی سامراج کی بحالی سے پریشان طاقتیں کب تک خاموش بیٹھی رہیں گی۔ اس سے بھی اہم سوال یہ ہے کہ آگے کیا ہوگا؟ یہ ایک ایسا سوال ہے جو اسرائیل شاذ و نادر ہی اپنے آپ سے پوچھتا ہے، اور نہ ہی اس تلخ کشمکش کی تاریخ سے سبق سیکھتا ہے۔ قتل و غارت کی اس طویل تاریخ میں، جو دہشت زدہ کرنے اور روکنے کے لیے تیار کی گئی ہے، میں ایک بھی مثال شامل نہیں ہے جہاں سر قلم کرنے کے نتیجے میں کسی عسکریت پسند گروپ کی موت یا پسپائی ہوئی ہو۔ حزب اللہ دوبارہ زندہ ہو کر جوابی حملے کرتا رہے گا۔ اسرائیل نے جنگ کی صورت میں عرب دنیا میں نوجوانوں کی ایک ایسی نسل تیار کی ہے جو ایک دن ان سے انتقام کی کوشش کرے گی۔ تمام فوجی طاقت کی حدود ہوتی ہیں، اسرائیل کے پاس اپنے لوگوں کی سلامتی حاصل کرنے کا واحد راستہ مذاکرات کی میز پر واپس جانا اور قبضہ ختم کرنا ہے۔ بصورت دیگر وہ صرف اتنا کریں گے کہ آنے والی نسلوں کے لیے جنگ کا دروازہ کھول دیں۔ اسرائیل لبنان کے کچھ حصوں کو

۱۷ اور ۱۸ ستمبر ۲۰۲۴ کو لبنان اور شام میں ہزاروں ہینڈ ہیلڈ پیجرز اور سیکڑوں واکی ٹاکی تقریباً بیک وقت پھٹ گئے، جس میں درجنوں افراد ہلاک اور ہزاروں زخمی ہوئے۔



غزہ میں تبدیل کرسکتا ہے۔ یہ جنوبی لبنان اور شمالی غزہ پر دوبارہ قبضہ کرسکتا ہے۔ یہ گھروں اور بے شمار جانوں کو تباہ کرسکتا ہے۔ یہ پورے خطے کے ساتھ جنگ کرسکتا ہے۔ لیکن یہ تنازعہ کے اصل ماخذ کو نظر انداز نہیں کرسکتا جو فلسطینی قومی کاز ہے۔ فلسطین وہ مسئلہ ہے جس سے اسرائیل خواہ کتنی ہی جنگیں لڑے، وہ کبھی نہیں بچ سکے گا۔ اور اسرائیلیوں کی آنے والی نسلیں ان مصائب کی بھاری قیمت ادا کریں گی جو فلسطینیوں اور لبنانیوں نے کئی دہائیوں سے برداشت کی ہیں۔ ابھی تک جنگی حکمت عملی اسرائیل کو کسی صورت میں بھی فائدہ نہیں پہنچا پائی ہے بلکہ اسے شکست کا سامنا ہی رہا ہے، اسرائیل اپنے یرغمالی نہیں چھڑا پایا، حماس نیٹ ورک کو ختم کرنے میں مکمل ناکام رہا، جبکہ حزب اللہ پہلے سے زیادہ منظم ہو چکا ہے۔